احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 7

پیر16فروری 2004ء

روزنامہ
ٹیلی فون نمبر213029
C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web:http://www.alfazal.com
Email:editoralfazl@hotmail.com

پیر16فروری2004ء،24ذوالحج 1424 ہجری-16 تبلیغ1383ہش جلد54-89 نمبر36

بہترین روزی

حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں۔ داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل حدیث نمبر1930)

محنت کی کمائی فرض ہے۔ مانگنے کی عادت کبھی نہ پیدا کرو

خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرنا اللہ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے

بدی کا جواب نیکی سے دو صبر دلوں کو فتح کرتا ہے ابتلاؤں پر حوصلہ اور صبر سے کام لینا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 فروری 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 فروری 2004ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں صبر کے مضمون کو تفصیل سے بیان فرمایا نیز مانگنے کی عادت سے بچنے' امراء کی اطاعت۔ محنت کی کمائی کرنے اور یتامیٰ کی خبر گیری وغیرہ تربیتی امور سے متعلق احباب جماعت کو نصائح فرمائیں۔ یہ خطبہ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور مختلف زبانوں میں اس کا رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔

حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 154 تلاوت فرمائی اور ترجمہ پیش فرمایا۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور دعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو۔ اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ ہے۔ حضور نے فرمایا قرآن اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ صبر تین قسم کا ہوتا ہے پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے دوسرا یہ کہ نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھے یعنی نیکیوں کو مضبوط پکڑ لے۔ تیسرے معنے صبر کے یہ ہیں کہ بدی سے رکے۔

حضرت عبداللہ بن قیس سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا نہیں وہ اس طرح کہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اور اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں رزق دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ میں سارے گناہ معاف کر سکتا ہوں لیکن شرک معاف نہیں کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ تکالیف پر محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پھر بھی صبر کرتا ہے اور یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ۔ بیماری۔ بے چینی۔ تکلیف اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اس کو کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑے شروع کر دیتے ہیں۔ ہمسایوں کو دکھ دیتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جنہیں سن کر شرم آتی ہے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو اس پر صبر کرنا چاہئے اور معاف کر دینا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مانگنے کی عادت کبھی پیدا نہ کرو جیسے بھی حالات ہوں صبر اور شکر سے گزارہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ محنت کی کمائی فرض ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ زیادہ بیٹیوں کی پیدائش پر بعض لوگ صبر نہیں کرتے اور بچیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ حدیث ہے جسے بیٹیوں سے آزمایا گیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے آگ سے بچنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

ایک معاشرتی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عیب دیکھ کر پھیلانا نہیں چاہئے۔ بلکہ صبر اور نصیحت اور دعا سے کام لینا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ امراء اور عہدیداران کی طرف سے اگر کوئی زیادتی ہو جائے تو بھی صبر کریں۔ اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔

جماعتی ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ابتلا کی صورت میں صبر اور حوصلہ سے کام لینا چاہئے۔ احمدیوں نے ہمیشہ سب سے پہلے اپنے ملک کے لئے قربانیاں دیں اور آئندہ بھی احمدی صف اول میں شمار ہونگے۔ اور ہمیشہ ہر جگہ اپنے ملک کے وفادار رہیں گے حضور نے بنگلہ دیش کے احمدیوں سے متعلق فرمایا کہ وہ بھی بہت صبر سے کام لے رہے ہیں۔ فرمایا۔ الٰہی جماعتوں سے یہ دشمنی اور مخالفت کا سلوک ہمیشہ رہا ہے۔

فرمایا: یاد رکھو اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ اس سے خدا پر ایمان قوی ہوتا ہے اس لئے صبر کا طریق اختیار کرو اور دعاؤں میں لگے رہو پاک نمونہ دکھاؤ اور ہر قسم کے فساد سے بچتے ہوئے بدی کا جواب نیکی سے دو۔ صبر دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9فروری 2004ء کو بیت الفضل لندن میں درج ذیل نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم فدا محمد شاہ صاحب ۔مکرم فدا محمد شاہ صاحب آف گولیکی حال نارتھ لندن مورخہ 4فروری کو بعارضہ Lungs Cancer وفات پا گئے۔ مرحوم کے دادا مکرم پیر سید خوشی محمد شاہ صاحب مرحوم گولیکی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے دور میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحوم نارتھ لندن جماعت کی تشکیل میں پیش پیش تھے اور اولین ممبران میں شمار ہوتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرتے اور دعوت الی اللہ میں بھی کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب (ابن حضرت ملک حسن محمد صاحب سمبڑیالوی) آپ مورخہ 23جنوری 2004ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم کی عمر 92سال تھی اور موصی تھے۔ آپ نے مختلف کتب بھی

باقی صفحہ 8پر

نتیجہ مقابلہ بین العلاقہ 2003-2002

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

امسال علاقہ لاہور پاکستان بھر کے تمام علاقوں میں اول رہا۔

دوم:	حیدرآباد	سوم:	گوجرانوالہ
چہارم:	راولپنڈی	پنجم:	کراچی
ششم:	فیصل آباد	ہفتم:	بہاولپور
ہشتم:	آزاد کشمیر	نہم:	سانگھڑ

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

خطبہ جمعہ

احباب جماعت نے خدمت انسانیت اور اخلاص و وفا کے بے نظیر نمونے قائم کئے ہیں

بنی نوع انسان کی خدمت کی خاطر احمدی ڈاکٹر وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور خدا کے فضلوں کے وارث بنیں

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 17 راکتوبر 2003ء مطابق 17 اخاء 1382 ہجری شمسی بمقام ''بیت الفضل'' لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ (۔) کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر **اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو، یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔ اس لئے اگر زلزلہ زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ سیلاب زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ بعض دفعہ ایسے مواقع بھی آئے کہ پانی کی تند و تیز دھاروں میں بہہ کر احمدی نوجوانوں نے اپنی جانوں کو تو قربان کر دیا لیکن ڈوبتے ہوؤں کو کنارے پر پہنچا دیا۔ پھر خلیفہ وقت نے جب یہ اعلان کیا کہ مجھے افریقہ کے غریب بچوں کی تعلیم اور بیماریوں کی وجہ سے دکھی مخلوق جنہیں علاج کی سہولت میسر نہیں، سکول اور ہسپتال کھولنے کے لئے اتنی رقم کی ضرورت ہے تو افراد جماعت اس جذبہ کے تحت جو ایک احمدی کے دل میں دکھی انسانیت کے لئے ہونا چاہئے یہ رقم مہیا کریں اور اس پیاری جماعت کے افراد نے خلیفہ وقت کے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے اس سے کئی گنا زیادہ رقم خلیفہ وقت کے سامنے رکھ دی جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور پھر جب خلیفہ وقت نے یہ کہا یہ رقم تو مہیا ہو گئی اب مجھے ان سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے لئے افرادی قوت کی بھی ضرورت ہے تو ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کیا۔ اب تو افریقہ کے حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ ستر کی دہائی میں جب یہ نصرت جہاں سکیم شروع کی گئی تھی انتہائی نامساعد حالات تھے۔ اور ان نامساعد حالات میں ان لوگوں نے گزارا کیا۔ بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اچھی ملازمتوں پر تھے لیکن وقف کے بعد دیہاتوں میں بھی جا کر رہے۔ اکثر ہسپتال اور سکول دیہاتوں میں تھے جہاں نہ بجلی کی سہولت نہ پانی کی سہولت لیکن دکھی انسانیت کی خدمت کے عہد بیعت کو نبھانا تھا اس لئے کسی بھی روک اور سہولت کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ شروع میں ہسپتالوں کا یہ حال تھا کہ لکڑی کی میز لے کر اس پر مریض کو لٹایا، روشنی کی کمی چند لالٹینوں یا گیس لیمپ سے پوری کی اور جو بھی چاقو، چھریاں، قینچیاں، سامان آپریشن کا میسر تھا اس پر مریض کا آپریشن کر دیا اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے کہ اے خدا میرے پاس تو جو کچھ میسر تھا اس کا میں نے علاج کر دیا ہے۔ میرے خلیفہ نے مجھے کہا تھا کہ دعا سے علاج کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں بہت شفا رکھے گا۔ تو ہی شفا دے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان قربانی کرنے والے ڈاکٹروں کی قدر کی اور ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پا کر گئے کہ دنیا حیران ہوتی تھی۔ اور پھر مالی ضرورتیں بھی اس طرح خدا تعالیٰ نے پوری کیں کہ بڑے بڑے امراء بھی شہروں کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے دیہاتی ہسپتالوں میں آ کر علاج کروانے کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح اساتذہ نے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ ڈاکٹروں اور اساتذہ کی خدمات کے سلسلے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری رکھے اور ان سب خدمت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازتا رہے۔**

جلسے پر میں نے ڈاکٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت بہتر ہیں۔ وہ دقتیں اور وہ مشکلات بھی نہیں رہیں جو شروع کے واقفین کو پیش آئیں اور اکثر جگہ تو بہت بہتر حالات ہیں اور تمام سہولیات میسر ہیں۔ اور اگر کچھ تھوڑی بہت مشکلات ہوں بھی تو اس عہد کو سامنے رکھیں کہ محض للہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ آگے آئیں اور مسیح الزمان سے باندھے ہوئے اس عہد کو پورا کریں۔ اور ان کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ اسی طرح ربوہ میں فضل عمر ہسپتال کے لئے بھی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہاں بھی ڈاکٹر صاحبان کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔

پھر پاکستان میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی بچوں کی تعلیم اور مریضوں کے علاج کے لئے مستقلاً احباب جماعتی انتظام کے تحت مالی اعانت کرتے ہیں اور پاکستان اور ہندوستان جیسے ملکوں میں جہاں غربت بہت زیادہ ہے اس مقصد کے لئے مالی اعانت کرنے والے اس خدمت کی وجہ سے مریضوں کی دعائیں لے رہے ہیں۔ تو اس نیک کام کو بھی احباب جماعت کو جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر کرنا چاہئے کہ دکھوں میں اضافہ بھی بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔

اب میں بعض پرانے بزرگوں کے واقعات جو خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

پیش کرتا ہوں۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کے نمونہ کے بارہ میں ان کے متعلق بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ مرحوم ایک زندہ مثال تھے ایسے شخص کی جو حدیث کے مطابق اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرتا تھا جو اپنے لئے پسند کرتا تھا اور کبھی اپنے بھائی سے ایسا سلوک روا نہ رکھتا جو اس کو اپنے لئے ناگوار ہو۔ وہ ہمیشہ اس جستجو میں رہتا تھا کہ اس کو کوئی ایسی خدمت میسر آئے اور کوئی ایسا موقع ہو جس میں وہ اپنے کسی بھائی اور دوست کی مدد کرے۔ تو ان کے بارہ میں آتا ہے کہ جب وہ کالج میں پڑھا کرتے تھے اور جب جماعت کا لیکچر ہوتا تو آتے تھے اور وہاں ہر احمدی کو جا کر ملا کرتے تھے اور اگر کوئی بیمار ہوتا تو ان کے مکان پر جاتے، ان کی بیمار پرسی کرتے اور بعض دفعہ تقریباً ہر روز ان بیماروں کو دیکھنے جایا کرتے۔ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحب سخت بیمار ہو گئے تو مرحوم کئی روز تک مفتی صاحب کے لئے ان کے مکان میں رہے اور رات دن ان کی خدمت کی اور ان کی ساری جو بیماری کی حالت میں بعض دفعہ گند بھی اٹھانا پڑتا تھا تو وہ بھی اٹھا لیا کرتے تھے۔

(رفقاء احمد جلد 1 صفحہ 199-200)

پھر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اپنی والدہ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اگر دشمن نہ ہو تو کوئی دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے میں تو کسی کو دشمن نہیں سمجھتی اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک بہت کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں کہ جس سے دل خوش ہوتا ہے اس کے ساتھ تو حسن سلوک کے لئے خود ہی دل چاہتا ہے۔ اس میں ثواب کی کونسی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تو انسان کو چاہئے کہ ان لوگوں سے بھی احسان اور نیکی سے پیش آوے جن پر دل راضی نہیں ہوتا۔

وہ لکھتے ہیں کہ ڈسکہ میں رہتی تھیں تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ بڑا فیاضانہ سلوک تھا اور لوگ بھی بڑی عزت و احترام سے انہیں دیکھتے تھے۔ جب احرار کا جھگڑا شروع ہوا تو اس کا اثر ان کے علاقہ میں بھی پڑا اور وہی لوگ جو مدد لیا کرتے تھے دشمنیاں کرنے لگ گئے۔ لیکن اس دشمنی کا بھی ان کی والدہ پر کوئی اثر نہیں پڑا اور اگر ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی یہ بھی کہتا کہ آپ فلاں شخص کی مدد کر رہی ہیں جبکہ وہ ہماری مخالفت کر رہا ہے، احرار میں شامل ہے تو بڑا برا منایا کرتی تھیں کہ تم مجھے اس خدمت سے کیوں روک رہے ہو۔

ایک دفعہ بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ کچھ پارچات، کپڑے وغیرہ تیار کر رہی تھیں تو انہوں نے جا کر ان کو کہا کہ آپ کس کے لئے تیار کر رہی ہیں تو چوہدری صاحب کی والدہ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے بچوں کے لئے کر رہی ہیں۔ تو اس شخص نے کہا کہ آپ بھی عجیب ہیں وہ تو احراری ہے اور جماعت کی بڑی مخالفت کرتا ہے، اس کے لئے آپ یہ کپڑے تیار کر رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ شرارت کرتے ہیں تو اللہ میاں ہماری حفاظت کرتا ہے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے تو مخالف کی شرارتیں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن یہ شخص مفلس ہے۔ اس کے اپنے بچوں اور پوتوں کے بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑے مہیا کرنے کا سامان نہیں ہے تو اس کو ضرورت مند سمجھتے ہوئے میں اس کے لئے یہ کپڑے تیار کر رہی ہوں اور تم جو یہ اعتراض کر رہے ہو تو تمہاری سزا یہ ہے کہ جب میں یہ کپڑے تیار کر لوں گی تو تم ہی اس کے گھر جا کر پہنچا کر آؤ گے۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ یہ احراری ہے اور اس پر تو دوسرے احراریوں کی نظر بھی ہو گی تو رات کے وقت جانا تا کہ اس کو کوئی تنگ نہ کرے کہ تم نے احمدیوں سے کپڑے وصول کئے۔

(رفقاء احمد جلد 11 صفحہ 175-176)

پھر آپ کا نمونہ بیواؤں اور یتامیٰ کی نگہداشت بھی آپ کا دل پسند مشغلہ تھا۔ اور لکھنے والے کہتے ہیں کہ بچیوں کے جہیز تیار کر رہی ہوتیں تو بڑے انہماک سے اپنے ہاتھوں سے ساری تیاری کیا کرتی تھیں، کپڑے تیار کیا کرتی تھیں۔

(رفقاء احمد جلد 11 صفحہ 186)

پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحب بھی یتیموں کی خبر گیری کی طرف بہت توجہ دیتے تھے اور دارالیتامیٰ میں اتنے یتیم تھے، دارالشیوخ کہلاتا تھا تو ان کے بارہ میں روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ بخار میں آرام فرما رہے تھے اور شدید بخار تھا، نقاہت تھی، کمزوری تھی۔ کارکن نے آکر کہا کہ کھانے کے لئے جنس کی کمی ہے اور کہیں سے انتظام نہیں ہو رہا۔ لڑکوں نے صبح سے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا فوراً تانگہ لے کر آؤ اور تانگے میں بیٹھ کر مخیر حضرات کے گھروں میں گئے اور جنس اکٹھی کی اور پھر ان بچوں کے کھانے کا انتظام ہوا۔ تو یہ جذبے تھے ہمارے بزرگوں کے کہ بخار کی حالت میں بھی اپنے آرام کو قربان کیا اور یتیم بچوں کی خاطر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور یہ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آپ کو تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبری نظروں کے سامنے تھی کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا اس طرح جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہوتی ہیں۔ شہادت کی اور درمیانی انگلی آپ نے اکٹھی کی۔ تو یہ نمونے تھے ہمارے بزرگوں کے۔

پھر حضرت حافظ معین الدین صاحب کے بارہ میں روایت آتی ہے کہ آپ کو نظر نہیں آتا تھا، آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک سرد رات میں جب کہ قادیان کی کچی گلیوں میں سخت کیچڑ تھا، بہت مشکل سے گرتے پڑتے کہیں جا رہے تھے۔ ایک دوست نے پوچھا تو فرمایا بھائی یہاں ایک کتیا نے بچے دئے ہیں۔ میرے پاس ایک روٹی پڑی تھی۔ میں نے کہا کہ جھڑی کے دن ہیں یعنی بارش ہو رہی ہے اس کو ہی ڈال دوں۔ اور یہ بھی سنت کی پیروی تھی جو حافظ صاحب نے کی کہ جانوروں پر بھی رحم کرو اور یاد رکھو وہ واقعہ جب کسی کنوئیں میں اتر کر، اپنے جوتے میں پانی بھر کر کتے کو پانی پلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کے عوض اسے بخش دیا۔ اس پر صحابہ بہت حیران ہوئے اور پوچھا کہ کیا جانوروں کی وجہ سے بھی اجر ملے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہاں ہر ذی روح اور جاندار کی نیکی اور احسان کا اجر ملتا ہے۔

پھر ایک واقعہ ہے ایک احمدی حضرت نور محمد صاحب کا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ اور آپ کے پاس نہ کوٹ تھا نہ کمبل۔ صرف اوپر نیچے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں کہ گاڑی میں سوار تھے۔ ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اسی وقت اپنی ایک قمیص اتار کر اسے پہنا دی۔ ایک سکھ دوست بھی ساتھ سفر کر رہا تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگا "بھائیا جی ہن تہاڈا تے بیڑا پار ہو جائے گا، آپاں دا پتہ نئیں کی بنے"؟۔ تو یہ نمونے تھے۔ پھر چند دن بعد یوں ہوا کہ یہی نور محمد صاحب ایک نیا کمبل اوڑھ کر بیت الذکر مغلپورہ میں نماز فجر کے لئے آئے تو دیکھا کہ فتح دین نامی ایک شخص جو کسی وقت بہت امیر تھا بیماری اور افلاس کے مارے ہوئے سردی سے کانپ رہے تھے۔ تو نور محمد صاحب نے فوراً اپنا نیا کمبل اتارا اور اسے اوڑھا دیا۔ (روح پرور یادیں صفحہ 287)

پھر 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت لاکھوں لٹے پٹے مہاجر لوگ قافلوں کی صورت میں قادیان کا رخ کرتے تھے اور اس وقت انتہائی برے حالات تھے۔ مسلمانوں کی عورتوں کی عزت و حرمت کی کوئی ضمانت نہیں تھی اور سب مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ قادیان پہنچ جائیں تو ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بھی جو بھی جماعت کے افراد وہاں موجود تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس وقت وہاں حضرت مصلح موعود نے انہیں انچارج بنایا ہوا تھا تو سب آنے والوں کو جو بڑی کسمپرسی کی حالت میں وہاں پہنچے تھے۔ بعض کپڑوں کے بھی بغیر تھے تو حضور نے سب سے پہلے اپنے گھر کے، خاندان والوں کے کپڑے نکالے بکسوں سے اور پھر ان کو دئے۔ پھر وہیں سے قافلے ایک انتظام کے تحت روانہ ہوئے اور پاکستان پہنچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے محفوظ طریقے سے پہنچتے رہے۔ اور احمدیوں نے اپنی جانوں کو قربان کر کے ان لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت میں ایک یہ شرط بھی ہے کہ ہم اب اس عہد کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد اب ہمارا اپنا کچھ نہیں رہا۔ اب سارے رشتے اور تمام تعلقات صرف اس وقت تک ہیں جب تک کہ وہ نظام جماعت اور حضور

اقدس کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔کوئی رشتہ،کوئی تعلق ہمیں حضور سے دور نہیں لے جاسکتا۔ہم تو اس در کے فقیر ہیں اور یہی ہمیں مقدم ہے۔پھر اس عہد کو نبھایا گیا اور خوب نبھایا۔اس کی بھی چند مثالیں پیش کرتا ہوں اور اکثر ایسے ہیں جن کو زمانے کے امام نے خود اپنے الفاظ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''ایسا ہی ہمارے دلی محب مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔اور میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی ،اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چوہدری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور اور منشی جلال الدین صاحب یلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں کے قریب رہنے والے ہیں۔یہ تینوں غریب بھائی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔وہ سو روپیہ اس غریب نے شاید کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا''۔

(انجام آتھم ، روحانی خزائن جلد نمبر 11 صفحہ 313،314)

پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں دیکھی.........جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں''۔

(نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول ،مولانا نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ:

''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔میرا جو کچھ ہے،میرا نہیں آپ کا ہے۔حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا''۔(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 36)

حضرت اقدس مسیح موعود حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب جو جوان صالح اور کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے یعنی بڑی باریک نظر سے دیکھنے والے ہیں۔استقامت کے آثار وانوار ان میں ظاہر ہیں۔وفاداری کی علامات وغیرہ میں قسمت زدہ ہیں۔ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے۔اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب،جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں یعنی فیض اٹھانا اور حسن ظن رکھنا۔جن کا یہ مجموعہ ہے یہ دونوں صفتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود حضرت میاں عبداللہ سنوری کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوری یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلا جنبش نہیں لا سکتا''۔

یعنی کوئی ابتلاء ان کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔''وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر ایمان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں''یعنی میں بڑے غور سے دیکھتا رہا ہوں۔''تو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کی بجز اس بات کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے''۔

(ازالہ اوہام ، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 531)

پھر حضرت منشی اروڑا صاحب کے بارہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی۔منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں''بڑی خوشی سے بجالاتے ہیں۔''بلکہ وہ تو دن رات اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔عجیب منشرح الصدر اور جاں نثار آدمی ہیں''۔یعنی کھلے دل سے قبول کرنے والے اور جاں نثار آدمی ہیں۔''میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔شاید ان کی اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہو گی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر یک توفیق سے کوئی خدمت بجالاویں۔وہ دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہے''۔ہر حال میں وفادار ہیں۔اور مضبوط ہیں ایمان میں اور بہادر آدمی ہیں۔''خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے''۔

پھر آپ نے فرمایا:''حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں۔نہایت درجہ کے غریب طبع،صاف باطن،دقیق فہم،حق پسند ہیں''۔یعنی باریکی سے غور کرنے والے اور حق کو پہچاننے والے،سچ کو پسند کرنے والے۔''اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت وارادت ومحبت اور نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں ہے کہ ان کے اس درجۂ ارادت میں کبھی کچھ ظن پیدا ہو۔بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں۔خدا ان کے ساتھ ہو۔ان کا نوجوان بھائی سردار علی خان بھی میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہے۔یہ لڑکا بھی اپنے بھائی کی طرح بہت سعید و رشید ہے''۔بہت نیک اور سیدھے رستے پر چلنے والا۔اور''خدا تعالیٰ ان کا محافظ ہو''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 532)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''میرے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر داغ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم و مغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے ہیں جو دوسری ربیع الثانی 1308ھ میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے (۔)العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقہ لمحزونون''یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم اس کی جدائی سے غمزدہ ہیں۔''میرزا صاحب مرحوم جس قدر مجھ سے محض للہ محبت رکھتے تھے اور جس قدر مجھ میں فنا ہو رہے تھے۔میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں تا اس عشقی مرتبہ کو بیان کر سکوں۔اور جس قدر ان کی بے وقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اس کی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہوں۔وہ ہمارے فرط اور ہمارے میر منزل ہیں''یعنی ہماری نظر میں ان کا بڑا مقام ہے اور بڑے اچھے آگے بڑھنے والے تھے لیڈرانہ صلاحیت تھی''جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گئے۔جب تک ہم زندہ رہیں گے ان کی مفارقت کا غم ہمیں کبھی نہیں بھولے گا.........ان کی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اداسی اور سینہ میں قلق کے غلبہ سے کچھ خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ان کا تمام وجود محبت سے بھر گیا تھا۔میرزا صاحب مرحوم محبانہ جوشوں کے ظاہر کرنے کے لئے بڑے بہادر تھے''۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 39)

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ دعا ہے، بلکہ حضرت مسیح موعود کے سامنے یہ بیان دے رہے تھے کہ:

"اے میرے آقا! میں اپنے دل میں متضاد خیالات موجزن پاتا ہوں۔ ایک طرف تو میں بہت اخلاص سے اس امر کا خواہاں ہوں کہ حضور کی صداقت اور روحانی انوار سے بیرونی دنیا جلد واقف ہو جائے۔ اور تمام اقوام و عقائد کے لوگ آئیں اور اس سرچشمہ سے سیراب ہوں جو اللہ تعالیٰ نے یہاں جاری کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف اس خواہش کے عین ساتھ ہی اس خیال سے میرا دل اندوہگین ہو جاتا ہے کہ جب دوسرے لوگ بھی حضور سے واقف ہو جائیں گے اور بڑی تعداد میں یہاں آنے لگیں گے تو اس وقت مجھے آپ کی صحبت اور قرب جس طرح میسر ہے اس سے لطف اندوز ہونے کی مسرت سے محروم ہو جاؤں گا۔ ایسی صورت میں حضور دوسروں کے گھر جائیں گے۔

حضور والا! مجھے اپنے پیارے آقا کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا جو مسرت بخش شرف حاصل ہے اس سے مجھے محرومی ہو جائے گی۔ ایسی متضاد خواہشات یکے بعد دیگرے میرے دل میں رونما ہوتی ہیں"۔

تو قاضی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود میری یہ باتیں سن کر مسکرا دیئے۔

(رفقاء احمد جلد 6 صفحہ 10)

پھر قاضی ضیاء الدین صاحب کا ہی ایک نمونہ ہے۔ قاضی عبدالرحیم صاحب سناتے تھے کہ ایک دفعہ والد صاحب نے خوشی سے بیان کیا کہ میں وضو کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود سے آپ کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب نے میرے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ تو حضور نے میرا نام اور پتہ بتاتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ عشق ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب اس بات پر فخر کیا کرتے اور (تعجب سے) کہا کرتے تھے کہ حضور کو میرے دل کی کیفیت کا کیونکر علم ہو گیا۔ یہ اسی عشق کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت قاضی صاحب نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میں بڑی مشکل سے تمہیں حضرت مسیح موعود کے در پر لے آیا ہوں۔ اب میرے بعد اس دروازہ کو کبھی نہ چھوڑنا۔ چنانچہ آپ کی اولاد نے اس پر کامل طور پر عمل کیا۔

(رفقاء احمد جلد 6 صفحہ 8-9)

حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کو کابل میں 1924ء میں شہید کیا گیا۔ شہادت سے پہلے انہوں نے قید خانہ سے ایک احمدی دوست کو خط لکھا اور اس میں فرمایا "میں ہر وقت قید خانہ میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشے بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ احمدیت پر قربان کر دے"۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر 5)

پھر اسی دسویں شرط کے تحت کہ حضرت مسیح موعود سے ایک ایسا تعلق ہو گا جس کی نظیر نہ ہو۔ یہ واقعہ سید عبدالستار شاہ صاحب کا ہے کہ 1907ء میں جبکہ حضرت مسیح موعود کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد بیمار ہو گئے اور شدید قسم کا ٹائیفائیڈ کا حملہ ہوا۔ ان کی بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے۔ اور معبرین نے لکھا ہے کہ اگر شادی غیر معلوم عورت سے ہو تو اس کی تعبیر موت ہوتی ہے مگر بعض معبرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ پس جب خواب دیکھنے والے نے حضرت مسیح موعود کو اپنا یہ خواب سنایا تو آپ نے بھی یہی فرمایا کہ اس کی تعبیر موت ہے مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا کر دینے کی صورت میں بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ اس لئے آؤ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ گویا وہ بچہ جسے شادی بیاہ کا کچھ علم نہ تھا حضرت مسیح موعود کو اس کی شادی کا فکر ہوا۔ جس وقت حضور یہ باتیں کر رہے تھے تو اتفاقاً حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی اہلیہ سیدہ سعیدۃ النساء بیگم صاحبہ جو یہاں بطور مہمان آئی ہوئی تھیں صحن میں نظر آئیں تو حضرت مسیح موعود نے ان کو بلایا اور فرمایا ہمارا منشاء ہے کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ آپ کی لڑکی مریم ہے۔ آپ اگر پسند کریں تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔ انہوں نے کہا حضور مجھے کوئی عذر نہیں لیکن اگر حضور کچھ مہلت دیں تو ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھ لوں۔ ان دنوں ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے اہل و عیال گول کمرہ میں رہتے تھے۔ وہ (اہلیہ حضرت ڈاکٹر صاحب) نیچے گئیں۔ ڈاکٹر صاحب شاید وہاں نہ تھے۔ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا تو وہ آ گئے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے اس رنگ میں ان سے بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں جب کوئی داخل ہوتا ہے تو بعض دفعہ اس کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے؟ ان کو اس وقت دو خیال تھے کہ شاید ان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ کرنے میں تامل ہو۔ ایک تو یہ کہ اس سے قبل ان کے خاندان کی کوئی لڑکی غیر سید کے ساتھ نہ بیاہی گئی تھی۔ اور دوسرے یہ کہ مبارک احمد ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب مرحوم خود اس کا علاج کرتے تھے۔ اور اس وجہ سے وہ خیال کریں گے کہ یہ شادی ننانوے فیصد خطرہ سے پر ہے۔ اور اس سے لڑکی کے ماتھے پر جلد ہی بیوگی کا ٹیکہ لگنے کا خوف ہے۔ ان باتوں کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے گھر والوں کو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو ڈاکٹر صاحب کمزوری دکھائیں۔ اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے اس لئے انہوں نے پوچھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے گا۔ اس پر والدہ مریم بیگم مرحومہ نے ان کی بات سنائی اور بتایا کہ اس طرح میں اوپر گئی تھی تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ مریم کی شادی مبارک احمد سے کر دیں۔ یہ بات سن کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اگر حضرت مسیح موعود کو یہ پسند ہے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ان کا یہ جواب سن کر مریم بیگم مرحومہ کی والدہ، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے، رو پڑیں۔ اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ کیا تم کو یہ تعلق پسند نہیں؟۔ انہوں نے کہا مجھے پسند ہے۔ بات یہ ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود نے نکاح کا ارشاد فرمایا تھا، میرا دل دھڑک رہا تھا اور میں ڈرتی تھی کہ کہیں آپ کا ایمان ضائع نہ ہو جائے۔ اور اب آپ کا جواب سن کر میں خوشی سے اپنے آنسو روک نہیں سکی۔ چنانچہ یہ شادی ہو گئی اور کچھ دنوں کے بعد (جیسا کہ بیماری شدید تھی) وہ لڑکی بھی بیوہ ہو گئی۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ڈاکٹر صاحب کے اخلاص کو ضائع نہیں کیا اور حضرت مصلح موعود سے ان کی شادی ہوئی جس کا نام حضرت ام طاہر، مریم بیگم تھا۔

(روزنامہ الفضل قادیان، یکم اگست 1944 صفحہ 1-2)

حضرت مسیح موعود حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "انہی دنوں میں جب کہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی۔ اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے۔ اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے) وہ سب دلیلیں ان کی نظر سے گزریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور ان کے پاک کانشنس نے بلاتوقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس

غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی۔ چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 9-10)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود حضرت خلیفہ اول کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"اس جگہ میں اس بات کا اظہار اور اس کا شکر ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلے میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے جو صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ (۔) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ ادب کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہے (یعنی جو مال ان کے قبضے میں ہے) ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا ان کو معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی حکیم نور الدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں، لکھتے ہیں:

مولانا، مرشدنا، امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ **اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ .... مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو"۔**

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور دیانتداری جیسے ان کے قول سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں۔ ان کی روح محبت کے جوش اور مستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ 35تا37)

ایک معترض کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود لکھتے ہیں کہ:

"آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم نور الدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ رکھتے ہیں، دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ .... کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر .... کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص اور صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے"۔

فرماتے ہیں: **"میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ ان اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں"۔**

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 165)

یہ تو چند نمونے تھے جو میں نے پیش کئے، حضرت اقدس مسیح موعود کی اس پیاری جماعت میں ایسے ہزاروں لاکھوں نمونے بکھرے پڑے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے وقت میں لاکھوں کا ذکر کیا اب تو اور بھی بہت بڑھ چکے ہیں جنہوں نے اپنے اخلاص اور اپنی قربانیوں کے بڑے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کے وفا، اخلاص، تعلق، محبت، اطاعت کے واقعات سامنے نہیں آئے۔ یہ لوگ خاموشی سے آئے اور محبت و تعلق وفا اور اطاعت کی مثالیں رقم کرتے ہوئے خاموشی سے چلے گئے۔ ایسے مخلصین کی اولادوں کو چاہئے کہ اپنے ایسے بزرگوں کے واقعات قلمبند کریں اور جماعت کے پاس محفوظ کروائیں اور اپنے خاندانوں میں بھی ان روایتوں کو جاری کریں اور اپنی نسلوں کو بھی بتاتے رہیں کہ ہمارے بزرگوں نے یہ مثالیں قائم کی ہیں اور ان کو ہم نے جاری رکھنا ہے۔ جہاں ہم ان بزرگوں پر رشک کرتے ہیں کہ کس طرح وہ قربانیاں کر کے امام الزمان کی دعاؤں کے وارث ہوئے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ آج بھی ان دعاؤں کو سمیٹنے کے مواقع موجود ہیں۔ آئیں اُن وفاؤں، اخلاص، اطاعت، تعلق اور محبت کی مثالیں قائم کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ یاد رکھیں جب تک یہ مثالیں قائم ہوتی رہیں گی زمینی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے اس فقرہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ **"زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے"**۔

ان تبدیلیوں کو غیروں نے بھی دیکھا اور ان کا اعتراف کیا اور اتنی واضح اور کھلی تبدیلیاں تھیں کہ وہ مجبور تھے کہ اعتراف کرتے۔ اور یہ مان لیا کہ زمانہ کے امام کو مان کر احمدیوں میں بہت ساری تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں لیکن ان کا رویہ وہی ہے کہ میں نہ مانوں کی رٹ لگی رہتی ہے۔ بہر حال اس اعتراف کے چند نمونے میں پیش کرتا ہوں۔

علامہ اقبال نے لکھا کہ "پنجاب میں (۔) سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"۔

(قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ 84)

علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا:

''اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق (۔) کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھادی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ .... کا پرتو کہہ سکتے ہیں''۔

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ 29)

پھر ایڈیٹر صاحب اخبار سٹیٹسمین دہلی نے لکھا:

''قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں''۔ (سٹیٹسمین دہلی 12/ فروری 1949ء)

عبدالرحیم اشرف آزاد جماعت احمدیہ کے اندر پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیاوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں .... ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اسے حقیقت سمجھ کر اس کے لئے مال و جان اور دنیاوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی''۔

(ہفت روزہ المنبر لائلپور 2/ مارچ 1952ء)

الحمدللہ کہ ان کے اس اعتراف نے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور یقین میں مزید اضافہ کرتا چلا جائے۔ اور عہد بیعت کی ہر شرط کو خوشی سے اور اپنے اوپر فرض سمجھتے ہوئے پورا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے وارث بنیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12/ دسمبر 2003ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم کاشف بشیر صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد لکھتے ہیں۔ خاکسار کی دادی جان مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری نذیر حسین صاحب مرحوم مختصر علالت کے بعد مورخہ 25 جنوری 2004ء کو 70 سال کی عمر میں فیصل آباد میں وفات پا گئیں۔ آپ کو 1978ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ میں قربانی کا جذبہ اور مہمان نوازی کا وصف نمایاں تھا۔ پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ 25 جنوری کو مسعود آباد سنٹر سمن آباد فیصل آباد میں ان کی نماز جنازہ مکرم جاوید ناصر ساقی صاحب مربی ضلع فیصل آباد نے پڑھائی۔ مقامی قبرستان ملت روڈ فیصل آباد میں تدفین کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب وقف نو ضلع فیصل آباد نے دعا کرائی۔ مرحومہ کے بڑے بیٹے ہومیو ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب نگران حلقہ (صدر) جماعت سمن آباد فیصل آباد اور دوسرے بیٹے مکرم ناصر احمد جاوید صاحب صدر جماعت وائین گارٹن جرمنی ہیں اور چھوٹی بیٹی صدر لجنہ حلقہ دارالفتوح ربوہ کی خدمات کی توفیق پا رہی ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت جگہ دے اور مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ مرحومہ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا ہو۔

مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی صاحب سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ محترمہ عائشہ بی بی ہاشمی صاحبہ اہلیہ مکرم الحاج سید علی ہاشمی صاحب مرحوم رفیق حضرت مسیح موعود مورخہ 13 جنوری 2004ء کو بعمر 95 سال سانگلہ ہل میں وفات پا گئی ہیں۔ مورخہ 14 جنوری کو مکرم محمد ریاض چٹھہ صدر جماعت سانگلہ ہل نے نماز جنازہ پڑھائی۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے جنازہ اسی دن ربوہ لایا گیا۔ جہاں بیت مبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب نائب صدر سانگلہ ہل نے دعا کرائی۔ مرحومہ نے 1927ء میں بعمر 18 سال 1/5 حصہ کی وصیت کی تھی آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ مرحومہ نے ایک بیٹا خاکسار محمد ظفر اقبال ہاشمی اور تین بیٹیاں بشریٰ ہاشمی۔ ناصرہ ہاشمی اور امۃ العزیز ہاشمی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم سید داؤد احمد صاحب انسپکٹر مال آمد لکھتے ہیں۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 28 جنوری 2004ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام ریکہ داؤد عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم سید غلام احمد [illegible] صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ گھٹیالیاں خورد کی نواسی اور مکرم سید محمد [illegible] حسین صاحب کی پوتی ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم چوہدری اطہر منور کاہلوں (آف کتھووالی) حال ربوہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 20 جنوری 2004ء کو ایک بیٹی اور ایک بیٹے کے بعد دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچے کا نام انس احمد کاہلوں عطا فرمایا ہے۔ بچہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب کاہلوں 312 ج۔ب کتھووالی کا پوتا اور مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب ولہلہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت مند، نیک، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے

اعلان دارالقضاء

محترمہ شیریں ثمر صاحبہ بابت ترکہ مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ

محترمہ شیریں ثمر صاحبہ بنت مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ آف راجن پور شہر نے درخواست دی ہے کہ میرے والد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی امانت ذاتی نمبر 133-4900/6 خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں اس وقت 14,873 روپے موجود ہیں۔ یہ رقم میرے بھائی مکرم میاں حمید احمد صاحب کو ادا کر دی جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

(1) محترمہ امۃ المجید افزاء صاحبہ (بیوہ)
(2) محترمہ نمود سحر صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرم میاں سعید احمد صاحب (بیٹا)
(4) محترمہ شیریں ثمر صاحبہ (بیٹی)
(5) محترمہ امۃ النور صاحبہ (بیٹی)
(6) مکرم میاں حمید احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ربوہ میں طلوع و غروب۔ 16 فروری

طلوع فجر۔ 5-25
طلوع آفتاب۔ 6-48
زوال آفتاب: 12-23
غروب آفتاب: 5-58

New BALENO
New look, better comfort
SUZUKI

کارلیزنگ کی سہولت موجود ہے
BALENO
Sunday open Friday closed
Under supervision of Qualified Engineers
MINI MOTORS
54-Industrial Area, Gulberg III, Lahore
Tel:5712119-5873384

بالوں اور دماغ کی طاقت کیلئے
سپیشل ہومیو ہیئر ٹانک
لمبے، گھنے، سیاہ اور ریشمی بالوں کا راز
چھ مختلف تیل و روغن اور جرمن و فرانس کے گیارہ مختلف مدر ٹنکچرز کو ایک خاص تناسب سے یکجا کر کے تیار کیا ہوا یہ ٹانک بالوں کی مضبوطی اور نشوونما کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔
پیکنگ 120ML۔ ایک ماہ کیلئے کافی ہے۔
رعایتی قیمت -/150 روپے بمع ڈاک خرچ -/210 روپے
ہر اچھے سٹور سے طلب کریں یا ہمیں خط لکھیں۔
عزیز ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ فون 212399

نیشنل کالج میں درج ذیل کورسز میں داخلے جاری ہیں
کمپیوٹر شارٹ کورسز (مختلف دورانیے) IT/I Commerce,C,C++,VB,Java
سپوکن لینگوئج (جرمن + انگلش) IELTS/TOFEL
ٹیوشنز میٹرک تا ایم اے (کمپیوٹر + انگلش + اکنامکس + ریاضی + Stat)
او لیول کلاس (سائنس اور جنرل گروپ دونوں)
نیو کیمپس نیشنل کالج دارالعلوم غربی فون نمبر 215025

سیمینار بیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مورخہ 25 دسمبر 2003ء شام 6 بجے ایوان محمود میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی یاد میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم نصیر احمد انجم صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مختصر سوانح حیات بیان کئے، جس میں انہوں نے خلافت سے قبل اور بعد کے حالات پیش کئے اور بتایا کہ حضرت خلیفہ رابع کا ایک ایک دن رعنائیوں سے پُر اور معمور الاوقات تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت قرآن کے بارے میں مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے لیکچر دیا۔ جس میں انہوں نے حضور کی خدمت قرآن کے مختلف انداز پیش کئے جن میں مختلف زبانوں میں تراجم اور اشاعت قرآن، درس القرآن، اردو زبان میں مکمل ترجمہ، ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کی تحریک اور آخری سانس تک محبت قرآن کا جذبہ شامل ہیں۔ مکرم ساجد محمود بٹر صاحب نے حضرت خلیفہ رابع کے علمی کارناموں پر روشنی ڈالی جن میں 14 عظیم الشان کتب خطبات جمعہ، خطابات جلسہ سالانہ، لیکچرز، ایم ٹی اے پر مختلف پروگرامز وغیرہ شامل ہیں۔ تقاریر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا منظوم کلام بھی خوش الحانی سے پیش کیا گیا۔ آخر پر مہمان خصوصی مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے سیمینار کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا اور انتظامیہ کو مبارکباد پیش کی اور بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تحریک فرمائی تھی کہ روزانہ اپنی ذاتی معروفیات میں سے ایک گھنٹہ وقت نکال کر جماعتی کاموں کو سرانجام دیں۔ اس لئے اس تحریک پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ خلیفہ وقت صرف محبت کے دعوے سننے کا متمنی نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اس محبت و پیار کے نتائج دیکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ دعا کے بعد یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ صفحہ 1

لکھیں جن میں تمدن اسلام، کلام الٰہی اور میری یادیں مشہور ہیں۔ جماعتی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹر اور مینیجر بھی رہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری اور انچارج شعبہ زود نویسی کے طور بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ٹی آئی کالج ربوہ میں پڑھاتے رہے ہیں۔ آپ ایک نیک اور مخلص باوفا انسان تھے۔

مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب ۔مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب آف سرگودھا مورخہ 11 جنوری 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم جوانی سے تہجد گزار تھے۔ ہمیشہ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

مکرم رحمت علی صاحب مکرم رحمت علی صاحب مورخہ 22 جنوری 2004ء کو بعمر 81 سال وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ بیت اقصیٰ ربوہ میں ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کے دو بیٹوں مکرم احمد خان نسیم صاحب اور مکرم شاہد محمود صاحب کو بیت الفتوح کی تعمیر میں بڑی نمایاں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرب الٰہی پانے کا ذریعہ

بیوت الحمد منصوبہ

قرآن کریم اور احادیث میں بیواؤں، غرباء اور بے سہارا لوگوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور بہتر سہولتیں مہیا کرنے کو خدا تعالیٰ کے پیار حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ اس عظیم مقصد کے پانے کا بہترین زینہ ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 100 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ساڑھے پانچ صد سے زائد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کیلئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ضرورت مندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

حصول ثواب کا سنہری موقعہ

فضل عمر ہسپتال میں ہر سال ہزاروں دکھی مریض علاج معالجہ کی فری سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب اس سہولت کے مہیا کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا ہو رہا ہے۔ جس کی بڑی وجوہات:۔

☆ ملک میں مہنگائی

☆ ادویات کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ

☆ مستحق مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہیں۔

مخیر حضرات سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے صدقات عطیات مد امداد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

گلشن احمد نرسری سے فائدہ اٹھائیں

سبزیوں کے بیج مثلاً بھنڈی، کدو، کریلا، ٹینڈا اور توری دستیاب ہیں۔ آم کی مختلف اقسام یعنی لنگڑا، انور رٹول، چونسہ، نیلم، سندھڑی کے پودے اور سندھی بیری، چیکو، بادام، آلو بخارا، انار، آلوچہ، خوبانی، ناشپاتی، انگور، اسٹرابری، کینوں، گریپ فروٹ اور ریڈ بلڈ وغیرہ دستیاب ہیں۔ خوشی کے موقع پر تازہ پھولوں سے سٹیج، کمرہ وغیرہ کی خوبصورت سجاوٹ کروانے کیلئے رابطہ فرمائیں۔ نیز ہار، زیور سیٹ، بوکے، گلدستے وغیرہ تیار کروانے کے لئے تشریف لائیں۔

(انچارج گلشن احمد نرسری ربوہ)

احمد باغ سکیم راولپنڈی میں پلاٹ فروخت کرنے کیلئے رجوع فرمائیں۔
رابطہ: ڈاکٹر افتخار احمد فون: 051-2212127 موبائل: 0333-5131261

سچی بوٹی کی گولیاں
NASIR
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 04524-212434, FAX: 213966

ریڈیمیڈ وان سلے برقعوں کا مرکز
ہول سیل ریٹ پر بھی برقعے دستیاب ہیں
کاشف برقعہ ہاؤس
لیڈیز وجینٹس ورائٹی کا مرکز
جو نام ہے اعتماد کا
خالد کلاتھ ہاؤس
اقصیٰ روڈ۔ ریلوے پھاٹک ربوہ
موبائل 0320-4893612
فون رہائش 04524-211547-212533

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات خریدنے کیلئے تشریف لائیں
راجپوت جیولرز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
انٹرنیشنل معیار کے مطابق زیورات بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں
گولبازار ربوہ فون: 04524-213160

برائے فوری فروخت
دکانیں بمعہ تہہ خانہ۔ کارنر مکان
رابطہ داؤد احمد ناصر 1/12 دارالصدر غربی ربوہ
فون 04524-212003

AL-FAZAL
JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH:04524-213649

خان نیم پلیٹس
سکرین پرنٹنگ، شیلڈز، گرافک ڈیزائننگ
وکیم فارمنگ، بلسٹر پیکنگ، فوٹو ID کارڈز
ٹاؤن شپ لاہور فون: 5150862-5123862
Email:knp_pk@yahoo.com

سی پی ایل نمبر 29

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم سرما: صبح 9 بجے تا 4½ بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 1½ بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86 ۔ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

البشیرز
معروف قابل اعتماد نام
بیچ
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
فون شوروم چنیوٹ 04524-214510-04942-423173